محمد الیاس میراں پوری

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں احرار کا کردار

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ، ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔ اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت ازلی کے خلاف جہاد کیا، جو ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

مجلس احرار اسلام کی تابناک تاریخ، بے لوث قربانیوں اور عزم و ایثار سے عبارت ہے۔ احرار نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کر کے قادیانیت کے خلاف پہلی منظّم جدوجہد کا آغاز کیا۔ ہندوستان کے معروف علماء خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کے ساتھ ہی قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔

قیامِ پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے ۱۹۵۳ء میں سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پورے ملک میں زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ وقت کے چنگیز خان جنرل اعظم خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

> ''میں نے اس تحریک کی صورت میں، ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے، وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا۔''

۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر، ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

> ''صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسرِ اقتدار کفر و الحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے شہداء کے خونِ بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کر لیا ہے۔''

۲۲ رفروری ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ، شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے

ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچی تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر والحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو طلبہ چناب ایکسپریس کے ذریعے واپس آ رہے تھے۔ گاڑی ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچی تو قادیانیوں نے طلبہ پر حملہ کر دیا اور اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ اس تحریک کا سب سے پہلا جلوس چنیوٹ میں تحریک طلباء اسلام کے صدر ملک رب نواز ایڈووکیٹ کی قیادت میں نکالا گیا۔

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ نے گجرات میں احتجاجی جلوس سے خطاب کیا۔ اس اذیت ناک واقعے کے خلاف مجلس احرار اسلام فیصل آباد کا ایک ہنگامی اجلاس میاں محمد عالم بٹالوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سانحۂ ربوہ پر احتجاج کرتے ہوئے اُس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے سے مطالبہ کیا گیا کہ واقعہ ربوہ کی تحقیقات کی جائیں گی۔ ۹ رجون کو مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تو اس میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے بھرپور شرکت کی۔ چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک پرامن اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ابن امیر شریعت، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور محمد عباس نجمی نے کہا کہ ربوہ کا واقعہ فوری ردّ عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

واقعہ ربوہ کے دوسرے دن مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن (اب سیکرٹری جنرل) پروفیسر خالد شبیر احمد نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کے لیے فیصل آباد میں تحریک چلائی، بیج اور سٹیکرز پر ”قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرو“ تحریر کروا کر پورے شہر میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام نے لاہور سے اشتہارات، بیج اور سٹیکرز شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کیے۔ جس کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی فضا بنی۔ اور قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا نعرہ زبان زدعام ہوا۔

حکمرانوں نے حسب معمول واقعہ ربوہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔ قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے ملک کے تمام اکابر علماء وقائدین متفق ہو گئے۔ ۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، وغیرھم ایسی نمائندہ دینی وقومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جا رہی تھی۔ ۹ رجون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ ۷ اجون فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، مجلس احرار اسلام، جمعیت

علماء پاکستان، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جماعتِ اسلامی، مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔ چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ بالآخر مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہو گیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید ابوذر بخاریؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند مولانا سید عطاء المحسن بخاری کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ وہ چار ماہ تک گجرات جیل میں قید رہے۔ مجلس عمل کی قیادت نے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا اور انھیں رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔

مجلس احرار اسلام کے امیر مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے ۲۸؍ جولائی کو ملتان میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ مولانا سید ابوذر بخاری کے خطاب کو اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔

مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اپنے وفد کے ساتھ ۴ اگست ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کی اور اسی دن شام کو جلسے سے بھی خطاب کیا۔ شورش کاشمیری بیمار ہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں تو شرکت نہ کر سکے لیکن لاہور اور لائل پور (فیصل آباد) میں مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ اور راولپنڈی کے جلسہ سے خطاب بھی کیا۔

یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو لاہور میں بادشاہی مسجد میں مجلس عمل کا تاریخی جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی محمود، سید مودودی، سید ابوذر بخاری، مولانا عبدالحق، مظفر علی شمسی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبدالقادر روپڑی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور تحریک طلبا اسلام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی کی شعلہ نوائی سے خائف ہو کر انہیں گرفتار کرنے کے لیے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے لیکن انھوں نے ہائی کورٹ سے قبل از گرفتاری ضمانت کرالی۔ آخر ملتان کے جلسہ میں تقریر کے مقدمہ میں انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ محمد عباس نجمی، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد یوسف سیال، سید محمد ارشد بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے لاہور، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، بہاول پور، گجرات، گوجرانوالہ اور کراچی کے جلسوں میں قائدِ احرار سید ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے ہمراہ شرکت کی۔

حکومت بالآخر تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کر دی گئی۔ جسے فریقین کی بات

سن کر فیصلہ کرنا تھا۔اس کمیٹی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد پر کئی روز جرح کی گئی۔قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ ، پروفیسر غفور احمد، مولانا غلام غوث ہزارویؒ ،مولانا عبدالحقؒ (شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک)اور دیگر ارکان کر رہے تھے۔مذکورہ حضرات نے شب وروز کی مساعی جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا جو خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداءِ ختم نبوت کا مقدس خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بے لوث قربانیاں رنگ لے آئیں۔قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی۔۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آ پہنچا' جب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہو گیا تو حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف فرطِ خوشی و مسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے۔مجلس احرار اسلام کی جانب سے یہ تاریخ ساز فیصلہ کرنے پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو مبارک باد کا تار بھیجا گیا۔جس کے جواب میں بھٹو نے کہا کہ یہ سب کچھ آپ لوگوں کی محنت کا ثمر ہے۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار سے یہ عظیم کام لے لیا ہے۔

اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد ۹ر ستمبر کو ملتان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مزار پر مجلس احرار اسلام کی جانب سے ایک ہفتہ کے لیے کیمپ لگایا گیا۔جس میں ملک بھر سے مختلف شخصیات خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے آتی رہیں۔مولانا مفتی محمود، ولی خان اور مولانا غلام غوث ہزاروی بھی اس کیمپ میں آئے اور شاہ جی کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ جی کا لگایا ہوا پودا آج ثمر آور درخت بن چکا ہے۔یہ شاہ جی کی محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے کہ آج قادیانیت غیر مسلم اقلیت قرار دے دی گئی ہے۔اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماء حق اور شہداءِ ختم نبوت کی بے لوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

☆☆☆

قارئین توجہ فرمائیں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرا لیں۔جن قارئین کا سالانہ زرِ تعاون جولائی، اگست، اور ستمبر ۲۰۰۷ء میں ختم ہو رہا ہے ۔ براہِ کرم اسی ماہ میں ہی اپنا سالانہ زرِ تعاون ۱۵۰ روپے ارسال فرمادیں۔(سرکولیشن منیجر)